مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ بخیریت ہیں۔ خاندان مسیح موعود اور خاندان حضرت خلیفہ اول رضہ کے تمام ممبران بفضل خدا خیریت سے ہیں۔

مکرم سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب چند دن سے بیمار ہیں۔ نیز مسٹر نذیر محمد خان صاحب ہیڈ ماسٹر مسکرا (یو-پی) جو سالانہ جلسہ پر آئے تھے۔ بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحت یابی کے لئے دعا کریں ؛

مدرسہ احمدیہ کے چند طلباء بھی بیمار ہیں۔ ان کے لئے بھی درخواست دعا ہے۔

۸۔ ماہ حال کو لاہور میں جج دربار منعقد ہوا۔ اس میں مکرم جناب مولوی رحیم بخش صاحب بحیثیت قائم مقام الفضل شریک ہوئے ؛

نظم

ہمارا کام

(از سید صادق حسین صاحب مختار عدالت اٹاوہ)

برپا کرینگے حشر جو افغانیوں میں ہم
بیڑا اٹھا کے جائینگے جاپانیوں میں ہم

اعجاز عیسوی کا کرشمہ دکھائینگے
توحید کو چلائینگے نصرانیوں میں ہم

دینگے نوید مقدم عیسےٰ یہود کو
منّاد بن کے جائینگے کنعانیوں میں ہم

جب ہم کرینگے یوسف ہندی کا ذکر خیر
صدہا غلام پائینگے کنعانیوں میں ہم

پھونکینگے ایک روح علوم و فنون میں
حکمت کا درس دینگے جو یونانیوں میں ہم

آزاد زندگی تھی کبھی ہم کو بھی نصیب
ہو کر اسیر نفس ہیں زندانیوں میں ہم

عہد شباب صرف ہوا و ہوس ہوا
پیری گذارتے ہیں پشیمانیوں میں ہم

روحانیت کیواسطے کرتے نہیں جہاد
دن رات کاٹتے ہیں تن آسانیوں میں ہم

آباد دم قدم سے ہمارے جہان تھا
گردش سے اب تو رہتے ہیں ویرانیوں میں ہم

ہر دم جو خون کرتے ہیں جذباتِ نفس کا
یوں کاٹتے ہیں عمر کو قربانیوں میں ہم

عشقِ بتاں میں عقل کے دشمن ہیں اے خدا
کیا اپنی جان کھوئینگے نادانیوں میں ہم

اے ناخدائے کشتیٔ اسلام آئیے
ہوتے ہیں غرق کفر کی طغیانیوں میں ہم

پیتے ہیں خوب جامِ لقا دستِ یار سے
جس روز سے شریک ہوئے فانیوں میں ہم

اِک دم میں طے کرینگے سفر دو جہان کا
آئے کبھی جو عشق کی جولانیوں میں ہم

چلتا ہے خوب دور شرابِ طہور کا
رہتے ہیں شاد و لطف کی مہمانیوں میں ہم

سودا ہوا ہے دسترس زلفِ یار کا
اس واسطے ہیں سلسلہ جنبانیوں میں ہم

ادراکِ ذاتِ پاک میں چکرا گئی ہے عقل
آئینہ وش ہیں دوستو! حیرانیوں میں ہم

اے جان جب سے حسن پہ تیرے فدا ہوئے
پایہ بلند رکھتے ہیں رُوحانیوں میں ہم

دشمن ہے گر زمانہ تو ہو۔ خوف کیا ہے یار
جب الحفیظ کی ہیں نگہبانیوں میں ہم

فضلِ خدا سے نوح کی کشتی میں ہیں سوار
کیا ڈر۔ جو ابتلاؤں کے ہیں پانیوں میں ہم

صادق زباں پہ ذکر ہے احمد کا گھڑی
مشغول رات دن ہیں ثنا خوانیوں میں ہم

درخواست اخبار

دہلی سے ایک احمدی خاتون کی درخواست آئی ہے کہ اخبار الفضل میرے نام مفت جاری کیا جائے جو صاحب استطاعت رکھتے ہیں ششماہی یا سالانہ قیمت بھجوادیں تاکہ ان کو ثواب پہنچے۔ (مینیجر الفضل)

اخبار احمدیہ

امریکن رسالہ کیلئے امداد

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب الفضل

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت مفتی صاحب نے جو رسالہ امریکہ میں جاری کرنے کا ارادہ فرمایا ہے۔ اس کی امداد میں دو ڈالر سالانہ دینے کا وعدہ کرتی ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ سے ملتجی ہوں کہ اس کارِ خیر میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آپ جس وقت چاہیں۔ دو ڈالر وصول فرما سکتے ہیں۔ اور آیندہ سال کے سال دو ہی وصول فرما لیا کریں۔ مہربانی ہوگی۔

اہلیہ ڈاکٹر گوہر دین احمدی سب اسسٹنٹ سرجن۔

مقام پوکھان۔ ضلع پردم۔ لوئر برہما۔

روئداد جلسہ کے متعلق

جلسہ کی کارروائی لکھتے ہوئے ۲۷ دسمبر کے پہلے اجلاس کی کارروائی میں جناب ماسٹر نعمت اللہ صاحب گوہر کا نام نظم خوانوں میں درج کرنے سے رہ گیا۔ ماسٹر صاحب موصوف نے ۲۷ دسمبر کے پہلے اجلاس میں ایک ۴۵ بند کا مسدس پڑھنا شروع کیا۔ مگر ایک تو پہلے ہی لیکچر میں دیر ہو رہی تھی۔ دوسرے ماسٹر صاحب نے جس آواز کے ساتھ ابتدا کی۔ اسکو بوجہ علالت نبھا نہ سکے۔ اور نظم بھی لمبی تھی۔ اسلئے منجملہ ۴۵ بند کے صرف ۱۲ بند آپنے پڑھے۔

اعلان نکاح

۳۰ دسمبر ۱۹۲۰ء کو حضرت خلیفۃ المسیح نے بعد نماز عصر ملک محمد اسمٰعیل صاحب متعلم علی گڈھ کالج پسر ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب مرحوم کا نکاح میمونہ خاتون بنت مولوی اختر علی صاحب بھاگلپوری سے بمبلغ ایکہزار روپیہ مہر پر پڑھا۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

روئداد جلسہ احمدیہ مستورات جھنگ مگھیانہ

جلسہ مورخہ ۱۵ دسمبر کو مگھیانہ میں منعقد ہوا۔ حاضرات کی تعداد بیس پچیس تک تھی۔ دس بارہ عورتیں جھنگ سے آئی تھیں۔ جو کہ مگھیانہ سے دو میل کے فاصلہ پر ہے آٹھ دس عورتیں یہاں مگھیانہ کی تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے خطبہ کا پنجابی میں ترجمہ سنایا گیا۔ اور پھر اس آیۃ کریمہ پر وعظ کی۔ ان اللہ اشتریٰ من المؤمنین انفسہم واموالھم بان لھم الجنۃ۔ کہ اللہ نے مسلمانوں سے ان کی جانیں اور مال اس وعدہ پر خرید لئے ہیں کہ ان کے بدلے انکو جنت دیویگا۔" سو مال کا سودا خداوند عالم کے ساتھ کرکے جنت نعیم کی کوشش کرو۔ سب بہنوں نے اپنا مقررہ چندہ بڑی خوشدلی سے ادا کیا۔ اور ماہانہ چندہ ادا کرنے کا پکا وعدہ کیا۔ جھنگ کی قریباً سب خواتین اپنے ہاتھوں کی کمائی سے چندہ ادا کرتی ہیں۔

راقمہ عاجزہ۔ اہلیہ ملک کرم الٰہی سکرٹری انجمن احمدیہ مستورات جھنگ مگھیانہ

اعلان

گذشتہ پرچہ میں محکمہ ہائے نظارت کے عہدیداروں کے متعلق جو اعلان ہوا ہے۔ اسمیں قاضی اکمل صاحب کا نام رہگیا ہے۔ جو صیغہ تعلیم و تربیت کے نائب ناظر مقرر ہوئے ہیں۔ ناظر اعلیٰ۔

درخواست دُعا

عاجز مشکلات میں ہے۔ اور والدہ ایک عرصہ سے بیمار ہیں۔ ان کی صحت کیلئے دُعا کی ضرورت ہے۔ (سید صمصام الدین لکھی)

(۲) میرے بڑے بھائی عبد العزیز صاحب اور میری بھاوجی طاہرہ بیگم بیمار ہیں دعائے صحت کیجئے۔ (ملک محمد اسمٰعیل)

درخواست جنازہ

میرے والد بابو الٰہی بخش صاحب میرمنشی ۲ جنوری ۱۹۲۱ء کو فوت ہوگئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ درخواست نماز جنازہ ہے۔ (عبد الحکیم جلم)

(۲) بندہ کے والد صاحب علی بخش جو پُرانے احمدی تھے فوت ہوگئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کا جنازہ غائب پڑھا جائے۔ (محمد عبد اللہ ریاست فرید کوٹ)

(۳) زوجہ میاں عبد العزیز صاحب ولد میاں چراغ دین صاحب مرحوم کا انتقال ہوگیا ہے۔ انا للہ۔ احباب سے درخواست ہے کہ جنازہ غائب پڑہیں۔ (نذیر حسین قادیان)

احباب کی توجہ کے قابل

دفتر میں غریب اور نادار احمدیوں اور تحقیق کرنیوالے غیر احمدیوں کی درخواستیں اخبار کیلئے آتی رہتی ہیں۔ لیکن چونکہ اخبار کے فنڈ میں اسقدر گنجائش نہیں ہے کہ ان کے نام مفت اخبار جاری کیا جاسکے اسلئے بصد افسوس انکی درخواست نامنظور کرنی پڑتی ہے۔ قبل ازیں ایک ایسا فنڈ کھولنے کی تحریک کی گئی تھی جس سے غرباء اور مستحقین کے نام اخبار جاری کیا جاتا۔ لیکن چند احباب کے سوا اس کی طرف توجہ نہیں کیگئی اگر احباب تھوڑی تھوڑی رقم بھیجکر اس فنڈ میں کچھ روپیہ جمع کردیں تو کئی متلاشیان حق کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ اور کئی غریب نادار بھائی ان کے حق میں دعائے خیر کرنے والے ہو سکتے ہیں۔ اس فنڈ کے متعلق اب ایک خاص تجویز پیش کی جاتی ہے اور وہ یہ کہ جو احباب اپنی خوشی کی کوئی خبر اخبار میں شائع کرنے کے لئے بھیجیں مثلاً ولادت یا نکاح وغیرہ کے متعلق۔ وہ ضرور اسکے ساتھ ہی کچھ نہ کچھ رقم بھیجدیا کریں تاکہ اس سے غرباء اور غیر احمدی متلاشی حق کے نام اخبار جاری کیا جاسکے۔ امید ہے احباب اس بات کا ضرور خیال رکھینگے۔ اور خوشی کے موقعہ پر کسی غریب کا دل خوش کرنے کی کوشش سے دریغ نہ کرینگے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دار الامان ۔ ۱۳ار جنوری ۱۹۲۱ء

عصمت انبیاءؑ

(مکرم جناب میر محمد اسحٰق صاحب کے لیکچر کا خلاصہ)

(۲)

حضرت نوحؑ

حضرت آدمؑ کے بعد جس نبی کا حال تاریخ سے معلوم ہوتا ہے ۔ وہ حضرت نوح علیہ السلام ہیں ۔ ان کے متعلق عیسائی قرآن کریم سے ایک گناہ نکالتے ہیں ۔ کہتے ہیں ۔ خدا نے انہیں کہا تھا ۔ ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انھم مغرقون ۔ کہ کسی غرق ہونے والے ظالم کی نسبت مجھ سے مخاطب نہ ہونا یعنی سفارش نہ کرنا ۔ یہ نہی تھی جس کو انہوں نے توڑ دیا ۔ کیونکہ خود خدا نے بتا دیا کہ انہوں نے کہا ۔ رب ان ابنی من اھلی وان وعدک الحق یہاں انھوں نے اپنے بیٹے کی نسبت خدا تعالیٰ کو مخاطب کیا ہے ۔ جو ڈوب رہا تھا ۔

بظاہر یہ اعتراض بہت بڑا معلوم ہوتا ہے لیکن اگر قرآن کریم کو دیکھا جائے ۔ اور اس آیت کے سیاق و سباق پر نظر کی جائے ۔ تو بات صاف ہو جاتی ہے ۔

خدا تعالیٰ نے حضرت نوح کو ہر ایک ڈوبنے والے کی سفارش کرنے سے منع کیا ہے ۔ کہ اس کے بچنے کے متعلق نہ کہنا ۔ اب اگر حضرت نوحؑ نے کسی کے بچنے کے لئے سفارش کی ہے تو بے شک نہی کو توڑا ہے لیکن اگر ایسا نہیں کیا تو نہی کو بھی نہیں توڑا ۔

قرآن کریم سے ظاہر ہے ۔ کہ حضرت نوحؑ نے غرق ہونے سے قبل بیٹے کے متعلق کچھ نہیں کہا ۔ ہاں جب وہ غرق ہو گیا ۔ وحال بینھما الموج فکان من المغرقین ۔ اور طوفان ہٹ گیا ۔ وقیل یارض ابلعی ماءک ویسماء اقلعی وغیض الماء وقضی الامر واستوت علی الجودی وقیل بعداً للقوم الظلمین ۔ تو پھر خدا تعالیٰ سے سوال کیا ہے کہ ونادیٰ نوحؑ ربہ فقال رب ان ابنی من اھلی وان وعدک الحق وانت احکم الحاکمین ۔ کہ وہ کیوں غرق ہوا ہے ۔ وہ تو میرا بیٹا اور میرے اہل میں سے تھا ۔ اور تیرا وعدہ تھا کہ تیرے اہل کو بچاؤں گا ۔ وہ کیوں نہ بچا ؟

اسکے جواب میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے ۔ ینوح انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح فلا تسئلن مالیس لک بہ علم ۔ کہ اے نوح وہ تیرے اہل میں سے نہیں کیونکہ اسکے عمل صالح نہ تھے ۔ پس ایسی بات کے متعلق دریافت نہ کر جس کا تمہیں علم نہیں ہے ۔

اس سے ظاہر ہے کہ حضرت نوحؑ نے نہی کو نہیں توڑا کیونکہ جب تک نہی ٹوٹ سکتی تھی ۔ یعنی جب تک غرق ہونیوالوں میں سے کسی کے بچانے کی سفارش کی جا سکتی تھی ۔ اسوقت تک انہوں نے کچھ نہیں کہا ۔ ہاں جب طوفان آ گیا ۔ غرق ہونیوالے سب کے سب غرق ہو گئے ۔ تو اس سے بہت مدت بعد جبکہ طوفان تھم گیا ۔ خدا تعالیٰ سے بطور استفہام عرض کیا ۔ کہ وہ کیوں غرق ہوا ہے ۔ وہ تو میرا بیٹا اور میرے اہل میں سے تھا ۔ گویا بات کو سمجھنے کے لئے انہوں نے سوال کیا ہے اور یہ نہی کا توڑنا نہیں ہے ۔ نہی تو جب ٹوٹتی ۔ جب بیٹے کی زندگی میں اسکے بچنے کی سفارش کی جاتی ۔ مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا ۔ وہ تو بیٹے کے ساتھ باتیں ہی کر رہے تھے ۔ اور اسے سمجھا رہے تھے کہ موج حائل ہو گئی ۔ اور وہ غرق ہو گیا ۔ اسکے غرق ہونے کے بعد جب طوفان تھم گیا ۔ کشتی ٹھہر گئی ۔ تب انہوں نے سوال کیا ۔ کہ یہ بات مجھ سمجھ نہیں آئی ۔ یہ کس طرح ہوئی ۔ اور یہ نہی کا توڑنا نہیں ۔ پس جب انہوں نے نہی کو نہیں توڑا ۔ تو انہوں نے خدا تعالیٰ کی نافرمانی بھی نہ کی ؟

پھر کہتے ہیں ۔ یہ جو آیا ہے ۔ کہ انہ عمل غیر صالح اس میں انہٗ کی ضمیر حضرت نوحؑ کے سوال کی طرف جاتی ہے ۔ لڑکے کی طرف نہیں ۔ یعنی خدا تعالیٰ کہتا ہے ۔ کہ یہ سوال جو تو نے کیا ہے ۔ یہ عمل غیر صالح ہے ۔ اس سے معلوم ہوا ۔ کہ لڑکے کے متعلق انہوں نے جو سوال کیا تھا ۔ اسکو خدا نے بُرا فعل قرار دیا ہے ۔ اور جب وہ فعل بُرا ہوا ۔ تو حضرت نوح گنہگار ہوئے ۔

مگر یہ عربی زبان کی ناواقفیت کی وجہ سے ٹھوکر لگی ہے ۔ چونکہ یہاں فعل مذکور ہوا ہے نہ کہ فاعل اسلئے فعل کو حضرت نوح کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے ۔ مگر عربی زبان کا یہ قاعدہ ہے کہ جس میں جو بات زیادہ پائی جائے ۔ اسی بات سے اسکو مخاطب کیا جاتا ہے ۔ جیسا کہ جو بڑا عادل ہو ۔ اس کے متعلق کہا جاتا ہے ۔ انہ عدل ۔ یعنی وہ شخص عدل ہے ۔ حالانکہ شخص تو عادل ہوا کرتا ہے ۔ اور عدل تو اس کے کام کو کہتے ہیں ۔ مگر مبالغہ کے طور پر انہ عدل کہینگے ۔ جیسا کہ اردو میں بھی ایسے شخص کو مجسم انصاف کہدیتے ہیں ۔ تو یہ اعتراض عربی کی ناواقفیت کی وجہ سے کیا گیا ہے ؟

پھر ایک اور قرینہ سے بھی یہ بات غلط ثابت ہوتی ہے ۔ اور وہ یہ کہ اگر اس ضمیر کو حضرت نوحؑ کی طرف پھیر لیا تو یہ مطلب ہو گا ۔ کہ حضرت نوحؑ نے خدا تعالیٰ سے کہا کہ میرا بیٹا میرے اہل سے ہے ۔ خدا تعالیٰ اس کا جواب دیتا ہے کہ نہیں تیرے اہل سے نہیں ۔ مگر تیرا یہ کام اچھا نہیں ۔ لیکن یہ ان کے سوال کا کوئی جواب نہیں ہے ۔ ہاں لڑکے کی طرف ضمیر کو پھیرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے تو خدا تعالیٰ نے بتایا ہے کہ یہ تمہارا اہل نہیں ہے اور آگے جواب کو مدلل بنانے کے لئے فرمایا ۔ انہ عمل غیر صالح ۔ چونکہ اس کے اعمال اچھے نہیں تھے ۔ اسلئے وہ رُوحانی طور پر تمہارے اہل میں سے نہ تھا ۔ اور جب اہل میں سے نہیں ۔ تو بچایا بھی نہیں گیا ۔

پھر اس آیت کی دوسری قرأت انہٗ عَمِلَ غیر صالح ہے اس سے بھی ظاہر ہے ۔ کہ یہ ان کے لڑکے کے متعلق ہی ہے ۔ کیونکہ اگر حضرت نوحؑ کے کام کی طرف ضمیر ہوتی ۔ تو عربی فقرہ یوں چاہیے تھا ۔ انک عملت غیر صالح مگر قرأت یوں ہے ۔ انہ عمل غیر صالح ۔

(۳)

حضرت یونسؑ

اب میں حضرت یونسؑ کے متعلق کچھ بیان کرتا ہوں ۔ جو

سورۃ الانبیاء کی اس آیت میں کہ وذاالنون اذ ذھب مغاضبا فظن ان لن نقدر علیہ فنادیٰ فی الظلمٰت ان لا الٰہ الا انت سبحٰنک انی کنت من الظٰلمین (۲۱-۸۷) حضرت یونس ؑ کے متعلق تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔ (۱) یہ کہ وہ خدا کو ناراض کرکے چلے گئے۔ (۲) انھوں نے خدا کو قادر نہ خیال کیا (۳) یہ کہ وہ کہتے ہیں میں ظالم ہوں۔ یہ تینوں باتیں عصمت کے خلاف ہیں۔

اسکے متعلق سب سے اوّل یہ دیکھنا چاہیئے کہ کس موقع اور کس طریق پر یہ آیت بیان ہوئی ہے۔ آتا ہے۔ وذاالنون اور لفظ ذا مفعول بنکر آتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ پہلے کوئی فعل محذوف ہے۔ لفظ ذاالنون کے معنے ہیں۔ مچھلی والے کو۔ اب ہر اُردو دان شخص سمجھ سکتا ہے کہ کو کا لفظ علامت مفعول ہے۔ پس لفظ ذا جو کو کے معنوں میں ہے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ پہلے کوئی فعل بیان ہو چکا ہے۔ جس سے اس کا سلسلہ جڑتا ہے۔ اور حضرت یونس سے پہلے بھی بعض انبیاء کے متعلق اسی طرح آیا ہے۔ اور ان سے پہلے حضرت ابراہیم کے ساتھ وہ فعل بیان ہوا ہے۔ جو یہ ہے۔ ولقد اٰتینا ابراھیم رشدہ۔ کہ ہم نے ابراہیم کو رشد دیا۔ اور یہی وہ فعل ہے جو حضرت یونس سے تعلق رکھتا ہے۔ اسلیئے جس آیت میں حضرت یونس کا ذکر ہے۔ اسکے یہ معنے ہوئے کہ ہم نے یونس کو رشد اور ہدایت دی۔ ان معنوں کو مدنظر رکھ کر یہی کہا جا سکتا ہے۔ کہ آگے جو ذکر ہو۔ وہ حضرت یونس کی نیکی اور بزرگی ظاہر کرنیوالا ہو نہ کہ ان کی برائی بیان کرنیوالا۔ اور اگر آگے برائی بیان کی جائے۔ تو یہ کیا ہوا کہ خدا تعالیٰ بتاتا تو یہ ہے۔ کہ ہم نے یونس کو رشد دیا۔ مگر آگے ذکر اُن کی برائی کا کرتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ آگے ان کی برائی کا ذکر نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ نیکی کا ہی ہونا چاہیئے۔

اب ہم آیت کے اصل الفاظ کو دیکھتے ہیں۔ آتا ہے ذھب مغاضبا ناراض کرکے چلا گیا۔ یہ نہیں کہ اللہ کو ناراض کرکے چلا گیا۔ اللہ کا لفظ اپنی طرف سے داخل کرنا ایک بردستی ہے۔ جو کسی طرح بھی درست نہیں کہی جا سکتی۔ تو پہلی بات اس آیت کے متعلق یہ یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ اس میں یہ نہیں کہا گیا کہ وہ اللہ سے ناراض ہوکر چلا گیا۔

(۲) چلے جانے کا فعل بھی بتاتا ہے کہ خدا سے ناراض ہوکر نہیں گئے۔ کیونکہ خدا سے ناراض ہوکر کوئی کہاں جا سکتا ہے۔ ہر جگہ اور ہر مقام پر خدا ہی کی حکومت اور سلطنت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ کسی ایسے ہی شخص سے یا لوگوں سے ناراض ہوئے۔ جن کی طاقت اور حکومت ایک حد کے اندر اندر محدود تھی۔ نہ کہ خدا سے ناراض ہوئے۔

(۳) ابن عباس کی روایت ہے۔ کہ بادشاہ سے ناراض ہوکر گئے تھے۔ مگر ہو سکتا ہے۔ کہ بادشاہ سے ناراضگی غلطی سے ہو۔ اس کی صفائی اس فعل سے ہو جاتی ہے جو حضرت ابراہیم کے ساتھ بیان ہوا۔ اور جس سے حضرت یونس کا تعلق ہے۔ کہ اس معاملہ میں یونس حق پر تھا کیونکہ خدا فرماتا ہے۔ کہ چونکہ یونس نے جو کچھ کیا تھا۔ وہ جائز اور درست کیا تھا۔ اسلیئے اسکو خیال تھا کہ اس بات کی وجہ سے وہ مجھے نہیں پکڑیگا۔

یہ ہے اس کا اصل مطلب۔ لیکن اگر یہ مانا جائے۔ کہ ان کو خیال ہوا تھا کہ خدا قادر نہیں ہے تو پھر سوال ہوتا ہے کہ وہ خدا کو پکارتے کیوں ہیں۔ اور کیوں یہ کہتے ہیں۔ لا الٰہ الا انت سبحٰنک انی کنت من الظٰلمین۔ خدا تعالیٰ کو وہی مشکلات اور مصائب کے وقت پکارتا ہے جو اُسے قادر سمجھتا ہے اور جو قادر نہیں سمجھتا وہ نہیں پکارتا مگر یہاں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ خیال پیدا ہوتے ہی کہ لن نقدر علیہ۔ اسنے خدا کو پکارا۔ اور دعائیں مانگنا شروع کر دیں۔

تو ان کا یہ خیال خدا کے قادر نہ ہونے کا نہ تھا۔ بلکہ یہی تھا کہ وہ چونکہ اپنے آپ کو حق پر سمجھتے تھے۔ اسلیئے انہیں یقین تھا کہ خدا مجھ پر تنگی نہ کرے گا اور اس یقین کی وجہ سے دعا مانگنی شروع کر دی۔

اب یہ لا الٰہ الا انت سبحٰنک انی کنت من الظٰلمین کا مطلب بیان کرتا ہوں انبیاء کا اپنے منہ سے استغفار کرنا اور ذنب کا اقرار کرنا اس کا کیا مطلب ہے۔ یہ ایک الگ بحث ہے۔ اور اس مضمون کا تعلق ان الزامات سے ہے جو انبیاء پر لگائے جاتے ہیں۔ مگر میں اشارتاً اس کے متعلق بتاتا ہوں:- سبحان کے معنے نقائص سے پاک ہونا اور ظلم کے معنی ناقص ہونا ہیں۔ حضرت یونس نے خدا سے یہ عرض کی ہے۔ کہ اے خدا تو نقائص سے پاک ہے۔ اور میں اپنے اندر نقائص رکھتا ہوں۔ تیری طرح کامل نہیں ہوں۔ اور اسمیں کیا شک ہے کہ بعض باتیں جو خدا میں ہیں وہ انبیاء میں نہیں ہوتیں۔ مثلاً غیب کا علم جاننا نہ بھولنا۔ تکلیف نہ اٹھانا۔ حضرت یونس نے اسی قسم کی صفات کے متعلق کہا ہے کہ مجھ میں نہیں۔ نہ یہ کہ مجھ میں ایسے نقائص ہیں۔ جو لوگوں میں پائے جاتے ہیں۔

(۲) نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ یہ ایسی دعا ہے کہ ہو نہیں سکتا کسی مسلمان نے مصیبت کے وقت مانگی ہو اور اس کی تکلیف دُور نہ ہو گئی ہو۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ حضرت یونس نے یہ دعا خدا کی ناراضی کو دیکھ کر نہیں مانگی تھی۔ بلکہ مصیبت سے بچنے کے لئے مانگی تھی۔

(۳) ہم قرآن میں دیکھتے ہیں کہ خدا نے اس دعا کے جواب میں کیا فرمایا۔ آتا ہے۔ فاستجبنا لہ ونجینٰہ من الغم۔ یہ نہیں فرمایا کہ ہم نے اس کی دعا قبول کرکے اس کی خطا معاف کر دی بلکہ یہ فرمایا ہے۔ کہ ہم نے اُسے غم سے نجات دیدی۔

اس سے بھی ظاہر ہے کہ یہ مصیبت اور تکلیف سے بچنے کی دعا ہے۔ نہ کہ گناہ کرکے اس سے معافی مانگنے کی۔

"وکیل" کی انگیخت

چونکہ اخبار "وکیل" نے خواجہ عباد اللہ صاحب اختر کے مضمون کو بہت بڑی اہمیت دیکر اس کی اشاعت سے قبل امام جماعت احمدیہ کی نسبت ایسے ہتک آمیز الفاظ میں اس کا اعلان کیا تھا کہ جن سے جماعت احمدیہ کی دل آزاری کے سوا کوئی نتیجہ نہ نکلتا تھا۔ اسلیئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا جوابی مضمون شایع ہونے پر اُسے توجہ دلائی گئی۔ کہ جس مضمون کی خوشی نے اُسے آپے سے باہر کر دیا تھا۔ ذرا اس کے جواب کو غور سے دیکھے۔ اور نہ صرف خواجہ صاحب کی بلکہ تمام علماء پنجاب و ہند کی مدد حاصل کرکے اسپر تنقید کرے اور دکھلائے کہ از روئے شریعت اسلام حریت و مساوات کے معنے وہ بہتر جانتا ہے۔ اسکے ساتھ ہی یہ خیال ظاہر کر دیا گیا تھا کہ ہمیں اُمید نہیں۔ کہ وکیل کا ایڈیٹوریل سٹاف اس قسم کی جسارت کرے۔ کیونکہ وہ اس سے پہلے مسٹر دلوبی کے قتل کے معاملہ میں حضرت خلیفۃ المسیح کے ایک ادنیٰ غلام کے مقابل "میں وہ زک اٹھا چکا ہے کہ تا عمر یاد رکھیگا"!

اسکے متعلق ۶ جنوری سنہ ۱۹۲۱ء کے وکیل نے دو مختلف عنوانوں سے الفضل کو مخاطب کیا ہے۔ پہلا عنوان "علمار ہند کو چیلنج" رکھا ہے۔ اور اسکے ماتحت ان الفاظ کو نقل کر کے جنہیں تمام علمار پنجاب و ہند کی مدد حاصل کرنے کے لئے کہا گیا تھا یہ جواب دیا ہے کہ جو جناب مرزا بشیر الدین صاحب کا مضمون ایسا نہیں ہے۔ کہ اس کا جواب لکھنے کے لئے کسی خاص کوشش کی ضرورت ہو یا علمار پنجاب و ہند سے مدد لینی ضروری ہو خواجہ صاحب کی قابلیت اس سے بہت بلند اور ارفع ہے کہ وہ ایسے مضمون کے لئے کسی کی مدد حاصل کریں۔ اور ناظرین کرام عنقریب دیکھیں گے۔ کہ یہ چیلنج خواجہ صاحب کو زیبا دیتا ہے یا الفضل کو"؟

ہم نہیں سمجھ سکتے۔ وکیل کو خواجہ صاحب جیسے کے پیسے سے مضمون کی حقیقت معلوم ہو چکنے کے بعد یہ الفاظ لکھنے کی کیونکر جرأت ہوئی۔ تاہم ہمیں انتظار ہے کہ "خواجہ صاحب کی بہت بلند اور ارفع قابلیت" کا وکیل کی وساطت سے ایک بار پھر نمونہ دیکھیں۔ اور اگر اہل علم اصحاب نے ان کی قابلیت کا صحیح صحیح اندازہ لگانے میں کچھ کسر رکھی ہے تو وہ وکیل کی انگیخت سے پوری ہو جائے۔

"وکیل" کی خوش فہمی

وکیل نے دوسرا عنوان "تحقیق حق یا زک پہنچانے کی کوشش" رکھ کر ہمارے اس خیال کا جواب دیا ہے۔ جو ہم نے وکیل کے ایڈیٹوریل شائع کے متعلق ظاہر کیا تھا۔ اگرچہ وکیل نے اپنی بجائے خواجہ صاحب کو ہی پیش کر کے ہمارے خیال کی پورے طور پر تصدیق کر دی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اپنی خوش فہمی کا بھی ثبوت دیا ہے۔ چنانچہ مسٹر دلوبی کے معاملہ میں "وکیل" کو جو زک ہوئی تھی۔ اس سے یہ نتیجہ نکالتا ہے کہ "الفضل" میں جو کچھ لکھا جاتا ہے۔ تحقیق حق کی غرض سے نہیں۔ بلکہ زک پہنچانے کے لئے لکھا جاتا ہے۔"

لیکن کیا "وکیل" اتنا بھی نہیں جانتا کہ تحقیق حق کا لازمی نتیجہ ابطال باطل ہوتا ہے۔ اور حق کے مقابلہ میں باطل کو زک ہوا کرتی ہے۔ اگرچہ ہماری غرض تحقیق ہی ہے۔ لیکن اسی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ ہمارے مقابلہ میں جو باطل کے سہارے کھڑا ہوتا ہے۔ اسے زک ہوتی ہے اور اسی کے مطابق وکیل کا بھی انجام معلوم ہوتا ہے وکیل کی وہ زک ایسی غیر معمولی ہے کہ جب کبھی اس کا ذکر کرتا ہے بلکہ الفاظ سے نمایاں اثر نفی ہوتا ہے ؟

کابل میں مہر کی حد بندی

کابل کے اخبار اتحاد مشرقی میں "نظامنامہ نکاح و عروسی" کے عنوان سے کچھ قواعد و احکام شائع ہوئے ہیں۔ جن کے متعلق لکھا گیا ہے کہ یہ امیر امان اللہ خان کی وہ تجاویز ہیں "جو مبنی بر اصول شرح شریعت" ہیں۔ ان میں سے ایک قاعدہ یہ ہے کہ مہر۔

"خاندان شاہی کے لئے ۵۰۰۰ ۔ درانی اقوام کے لئے ۳۰۰ ۔ اور باقی عام لوگوں کے لئے ۳۰ روپیہ مقرر کیا گیا ہے"۔ (وکیل ۶ دسمبر)

لیکن یہ قاعدہ نہ شریعت اسلام کے موافق ہے اور نہ سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مطابق بلکہ شریعت اسلام نے مہر کا معاملہ مرد کی حیثیت پر رکھا ہے۔ اور اسلام کی پہلی صدی کا مشہور واقعہ ہے۔ کہ جب حضرت امیر المومنین فاروق اعظم عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ مہر کی تحدید کرنی چاہی۔ تو ایک مسلمان خاتون نے کہا۔ جبکہ مولا پاک قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ "واتیتم احدٰھن قنطارا فلا تاخذوا منہ شیئا" (سورۃ نساء رکوع ۳) تو اور کون ہے جو ہمارے مہر کی حد بندی کرے یہ سنکر حضرت عمرؓ نے اپنی تجویز کو ترک کر دیا۔

پس یہ کوئی شریعت کا حکم نہیں۔ کہ مہر میں حد بندی کی جائے بلکہ شریعت میں ایک قسم کی دست اندازی ہے۔ اور ایسی دست اندازی ہے جو سخت نقصان دہ اور برے نتائج پیدا کرنے کا موجب ہو سکتی ہے۔ اگر کابل کا شاہی خاندان ۵۰۰۰ روپیہ مہر دیتا ہے۔ تو یہ عورتوں کے حقوق کو پورے طور پر ادا کرنا نہیں ہے اور بعض حالتوں میں بعض شاہی خاندان کے لوگوں کے لئے ناقابل برداشت بھی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ تمام شاہی خاندان کے لوگ ایک جیسی حیثیت کے نہیں ہوتے۔ اسی طرح نہ درانی ایک حیثیت کے ہو سکتے ہیں اور نہ عوام۔

ہر ایک قوم میں کئی درجہ کے لوگ ہوتے ہیں۔ بعض عوام تمول میں شاہی خاندان کے بعض ارکان کے برابر ہونگے اور بعض بالکل مفلس نان شبینہ کے محتاج۔ [illegible] مہر کے معاملہ میں جو طریق تجویز کیا ہے یہی مناسب اور صحیح ہے کہ ہر شخص کی حیثیت کے مطابق مہر ہو اسکی حد بندی کرنا بجائے کسی فائدہ کی موجب ہونے کی بجائے لوگوں کو سخت مشکلات میں ڈال دیگی۔

جناب امیر صاحب نے جو دوسرے قواعد اپنی رعایا کے متعلق تجویز فرمائے ہیں ان سے ظاہر ہے کہ وہ اپنی رعایا کی بہبودی کا خاص خیال رکھتے اور اس کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔ لیکن چونکہ مہر کی حد بندی کرنا رعایا کیلئے آرام نہیں بلکہ تکلیف کا موجب ہوگا۔ اگر اسمیں کچھ بھی فائدہ ہوتا تو شریعت اسلام جو کامل شریعت ہے، وہ ضرور مہر کی حد بندی کر دیتی۔ مگر ایسا نہیں ہے اسلئے ہم امید کرتے ہیں کہ جلالتمآب امیر صاحب کابل ضرور اس قاعدہ کو منسوخ کر دینگے ۔

عدم تعاون کا نتیجہ

شروع سے حامیان عدم تعاون اپنی تحریروں اور تقریروں میں اس بات پر خاص انداز سے زور دے رہی ہیں کہ انکی یہ تحریک بالکل پر امن ہے۔ اور اسکے ذریعہ لوگوں کی جذبات فتنہ و فساد کی طرف منتقل نہیں ہوتے۔ بلکہ انہیں اپنے جذبات دبانے اور قابو میں رکھنے کا اہل بنایا جا رہا ہے۔

اس بات کا اعادہ اور تکرار عدم تعاون کے موجد مسٹر گاندھی اور انکے پیروان اطاعت شعار کی طرف سے متعدد بار ہو چکا ہے۔ لیکن کیا فی الواقع یہ بات درست ہے۔ اور کیا فی الحقیقت عدم تعاون یعنی گورنمنٹ سے تعلقات قطع کرنے کی پالیسی ایسی ہے۔ جسپر عمل کر کے ضبط نفس کا مادہ اور "خود تکلیفیں اٹھاؤ مگر کسی کو ایذا نہ پہنچاؤ" کی اہلیت پیدا ہو جاتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ عدم تعاون کی پالیسی کا نتیجہ لازماً گورنمنٹ کے خلاف جوش اور غصہ کے جذبات کا بھڑکنا ہے۔ اور اس حقیقت کو امام جماعت احمدیہ نے اسوقت دیکھا اور دوسروں کو آگاہ فرمایا تھا۔ جبکہ ابھی اس کی ابتدا ہو رہی تھی۔ چنانچہ خلافت کانفرنس الٰہ آباد میں جو مضمون حضور نے لکھ کر بھیجا۔ اس میں دیگر امور کے متعلق اپنی رائے کا اظہار فرماتے ہوئے عدم تعاون کے متعلق لکھا کہ:-

"تیسری تجویز یہ ہے کہ گورنمنٹ سے قطع تعلق کیا جاوے۔ اس تجویز کے متعلق بھی میری یہ رائے ہے کہ قطع تعلق بھی ایک قسم مقابلہ کی ہے اور اس پالیسی پر بھی عمل کر کے ہندوستان میں امن قائم نہیں رکھا جا سکتا"۔ (الفضل، ۲۴ جون سنہ ۲۰ء)

لیکن اسپر کوئی توجہ نہ کی گئی۔ اور باوجود افسوسناک واقعات کے ظہور پذیر ہونے کے یہی کہا جاتا رہا کہ عدم تعاون کی تحریک امن و امان قائم کرنیوالی تحریک ہے ۔ مگر اب وہ وقت آگیا ہے۔ جبکہ عدم تعاون کے سبب سے عوام کے جذبات اس قدر مشتعل ہو چکے ہیں کہ ان کا انکار نہیں کیا جا سکتا اور عدم تعاون کے بڑے بڑے حامی اس بات کا اعتراف کر رہے ہیں۔ جو امام جماعت احمدیہ نے قبل از وقت بتائی تھی۔ چنانچہ لالہ لاجپت رائے جی نے کانگریس کے ناگپور کے اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے بیان کیا کہ "کچھ عرصہ سے ملک میں جوش اور غصہ کے جذبات اتنے زیادہ ہو گئے ہیں کہ کسی انسانی ہستی کا انہیں قابو میں رکھنا بہت دشوار ہو جائیگا"۔ (زمیندار یکم جنوری) ۔ کیا اب بھی کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ عدم تعاون کی تحریک ملک میں امن قائم کرنے کا موجب ہو رہی ہے ۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ صاف طور پر تسلیم کیا جا رہا ہے کہ جوش اور غصہ کے جذبات اتنے زیادہ ہو گئے ہیں کہ چند دن بعد کسی انسان کا انہیں قابو میں رکھنا دشوار ہو جائیگا۔ اب بھی وقت ہے کہ لوگ اپنے نفع و نقصان کو سوچیں ۔

خطبۂ جمعہ

خدمتِ خلق کرو تا کہ خدا مل جائے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۷ر جنوری سنہ ۱۹۲۱ء

سورہ فاتحہ اور آیت شریفہ یایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃٍ وخلق منھا زوجھا وبث منھما رجالاً کثیراً ونساءً واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام۔ ان اللہ کان علیکم رقیباً ہ (سورہ نساء کی پہلی آیت) کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

بڑی عمر کے انسان

انسان کی زندگی ایک محدود چیز ہے زیادہ سے زیادہ عمر کے آدمی تاریخی طور پر پونے دو سو برس کی عمر تک کے معلوم ہوتے ہیں۔ قرآن کریم میں بڑی عمر کے انسان کا ذکر ہے۔ مگر اس سے مراد ان کی قوم کی عمر ہے۔ پس آدمی کی بڑی سے بڑی عمر پونے دو سو برس معلوم ہوتی ہے۔ اور یہ بھی شاذ و نادر ہے۔ ورنہ یُوں انسان کی عمر ساٹھ ستر سال معلوم ہوتی ہے ؛

دنیا انسان کے لئے ہے یا انسان دنیا کے لئے۔

اس عمر میں وہ کیا کچھ کرتا ہے اور کر سکتا ہے۔ یہ ایسا سوال ہے جو ہمیشہ الجھن میں ڈالتا رہا ہے بہت ہیں۔ جو خیال کرتے ہیں کہ انسان ستاروں اور سیاروں کے اثرات کے ماتحت ایک اثر ہے۔ جہاں اثر زیادہ پڑتا ہے وہاں زندگی کے آثار زیادہ ہوتے ہیں اور جہاں کم وہاں کم۔ اور جہاں جتنا اثر پڑتا ہے۔ اسکے مطابق اثر ظاہر ہوتا ہے کہیں انسان اور کہیں نباتات اور جمادات۔ اس سے زیادہ زندگی کی کوئی حقیقت نہیں۔ نہ اس کی پیدائش کی کوئی غرض ہے۔ نہ مرنے میں کوئی غرض۔ یہ لوگ اپنے آپ کو آپ ہی بڑا سمجھتے ہیں۔ اس کی دنیا سے بڑی بڑی دنیا ئیں اور ہیں۔ جن کے مقابلہ میں یہ دنیا ایک بالکل حقیر ہے۔ اس کے مقابلہ میں کچھ اور لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ یہ تمام کائنات انسان کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ اگر انسان نہ ہوتا۔ تو کچھ نہ ہوتا گویا ایک ایک طرف الٹ جاتے ہیں تو دوسرے دوسری طرف ؛

اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک شخص کو ایک انسان دکھتا ہے کہ اس کے لئے ساری دنیا ہے۔ وہ سب کا ہمدرد اور سب کا بہی خواہ ہے۔ اور ساری دنیا اسکی محتاج ہے۔ اور وہ سب دنیا کو فیض پہنچا رہا ہے۔ تب وہ خیال کرتا ہے کہ ساری دنیا اسی کے لئے ہے۔ وہ نہ صرف انسانوں کا ہمدرد ہے بلکہ حیوانوں تک اس کی ہمدردی کا اثر ہے۔ مگر دوسری طرف وہ دیکھتا ہے۔ کہ ایک انسان ہے وہ لمبی عمر بھی پاتا ہے مگر وہ دنیا سے بے تعلق ہے۔ اس کے وجود سے دنیا کو کوئی نفع نہیں۔ وہ اپنے محلہ والوں۔ حتیٰ کہ اس کی ہمدردی اپنے رشتہ داروں۔ بہن۔ بھائی اور بیوی بچے سے بھی نہیں ہوتی بلکہ اس کو صرف اپنے نفس سے ہوتی ہے۔ تو وہ خیال کرتا ہے انسان کی غرض پیدائش کچھ بھی نہیں ؛

بعض کیلئے دنیا ہے اور بعض دنیا کیلئے ہیں

پس یہ ایک اختلافی سوال ہے۔ مگر جیسا کہ میں نے بتایا کہ دنیا میں کئی حیثیت کے آدمی آباد ہیں۔ جب ایک شخص ایسے انسان کو دیکھتا ہے۔ جو دنیا کا ہمدرد و بہی خواہ ہے۔ مثلاً وہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا ہے۔ تو اس کو معلوم ہوتا ہے۔ کہ ساری دنیا اسی شخص کے لئے ہے۔ لیکن دوسری طرف جب وہ ایک زمیندار کو دیکھتا ہے۔ کہ اس کی بڑی سے بڑی خواہش کھیت میں کام کرنا اور کھانا اور سو رہنا ہے یا ترقی کی تو کبھی دوسرے زمیندار کی زمین اپنی زمین میں شامل کرلی یا اس سے ترقی کی تو کسی دوسرے زمیندار پر مقدمہ کھڑا کر دیا۔ تو وہ کہتا ہے۔ کہ انسان کی پیدائش سے کوئی غرض نہیں تو یہ اختلاف درحقیقت نظر کا اختلاف ہے۔ جس کو جیسے آدمی نظر آتے ہیں۔ وہ اس کے مطابق فیصلہ کرتا ہے۔ جب ایک شخص کو بیمار ہی بیمار نظر آتے ہیں۔ تو وہ کہتا ہے۔ دنیا بیماروں ہی کے لئے ہے۔ اور جب تندرستوں کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے۔ کہ دنیا میں بیماری نہیں۔ لیکن یہ نتیجہ صحیح نہیں۔ کیونکہ جس طرح بیمار بھی ہوتے ہیں اور تندرست بھی۔ اور آم کھٹے بھی ہوتے ہیں اور میٹھے بھی۔ اسی طرح آدمی بھی کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک سادہ ہیں۔ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ہوتے ہیں۔ کہ چاند سورج اپنی تمام خوبیوں کے باوجود ان کے فیوض کے آگے کچھ نہیں ہوتے ہم جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونیوالے کلام کو دیکھتے ہیں۔ تو کہتے ہیں کہ اس میں جو علوم اور جو برکات ہیں وہ کسی چیز میں بھی نہیں۔ آسمان کے ستارے ان علوم کے مقابلہ میں ہیچ ہو جاتے ہیں۔ تب وہ کہتا ہے۔ کہ انسان کے لئے اس قدر وسعت ہے۔ اور وہ کہتا ہے کہ دنیا ایسے انسان کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ لیکن جب دوسری طرف ایک اور وجود ہوتا ہے۔ کہ وہ تمام دنیا کے فائدہ کے مقابلہ میں اپنے ہی فائدہ کو مدنظر رکھتا ہے اور اپنے نقصان کو نقصان سمجھتا ہے اور کبھی دوسرے کے رنج و غم کو محسوس نہیں کرتا۔ اور اس کی نظر کی حد اس کا وجود ہوتا ہے۔ کسی کو ننگا دیکھتا ہے تو اپنے پاس کپڑا رکھنے کے باوجود اس کو نہیں دیتا۔ تو وہ کہتا ہے۔ کہ دنیا اس کے لئے نہیں۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم یا مسیح موعودؑ یا عیسےٰؑ یا موسیٰؑ کی آمد اس کے لئے نہ تھی۔ ایسا شخص دنیا کیلئے کھاد کا کام دیتا ہے۔ اور ذبیحہ بنایا جاتا ہے اس کے لئے دنیا نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ دنیا کے لئے ہوتا ہے۔ اس کی پھل کی طرح حفاظت نہیں کی جاتی۔ بلکہ اس کو کھاد کی طرح درخت کی غذا کے لئے اس کی جڑوں میں ڈالا جاتا ہے۔

تم پھل بنو نہ کہ کھاد

پس میں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے وجود کو ایک نافع اور کار آمد وجود بناؤ۔ کہ تمہاری پھل کی طرح حفاظت کیجائے۔ زندگی کا مقصد یہ ہوتا ہے۔ کہ انسان اپنے بنی نوع کی خدمت میں اسکو لگا دے ورنہ اپنی ذات میں زندگی کوئی چیز نہیں۔ ہم اگر آج مر جائیں۔ تو دنیا کے لئے کوئی کمی کی بات نہیں۔ ہاں اگر ہماری زندگی کو دنیا کو بھی نہ کبھی قسم کا فائدہ ہے۔ تب ہماری موت ایک نقصان دہ چیز ہے۔ ورنہ اگر ہم سے نفع نہیں تو خواہ ہم پچاس برس اور جیئیں تو بھی کچھ نہیں۔ زندگی سے غرض کھانا پینا نہیں۔ یہ تو زندگی تک ہے مرنے کے بعد نہیں۔ مثلاً دیکھو۔ کوئی ریل میں سوار ہو اور جہاں اسکو جانا ہے وہاں پہنچ کر گاڑی سے نہ اترے اور کہے میں اسلئے نہیں اترتا کہ مجھ کو اچھی جگہ ملی ہوئی ہے۔ تو یہ اس کی نادانی ہے کیونکہ

ریل پر چڑھا تو منزل پر اُترنے کے لئے تھا نہ کہ اچھی جگہ کیلئے۔ اسی طرح یہ زندگی کام کرنے اور مرنے کے لئے ہے اور مومن اس مرنے سے نہیں گھبراتا۔ کیونکہ جس کو موت کہتے ہیں۔ وہ اس کی زندگی کا دن ہوتا ہے۔

تمہارا وجود دنیا کیلئے نفع بخش ہو۔

پس تمہاری زندگی دنیا کے فائدہ کے لئے ہے۔ اگر تمہارا ہمسایہ دکھ میں ہو تو تم اس کی مدد کرو۔ اپنے آرام کو تکلیف سے بدل لو۔ اگر تمہارے آرام سے دوسرے کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اگر تمہاری جان کے خطرہ میں پڑنے سے کوئی جان بچ جائے تو اپنی جان کی فکر نہ کرو۔ یاد رکھو تم پر کوئی دن نہ آئے جس میں تم سے جسمانی روحانی۔ علمی۔ مالی فائدہ دوسروں کو نہ پہنچے۔ وہ دن تمہاری موت کا دن ہو گا۔ جس دن تم سے نفع نہ پہنچے۔ ورنہ مرنے سے اسکو خود رنج نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ اس کی کامیابی کا دن ہوتا ہے رنج ہوتا ہے تو اس بات کا کہ میں خدا کی مخلوق کی اور خدمت نہ کر سکا۔ جو دنیا کو چھوڑتے ہوئے دنیا اور اپنے نفس کے لئے رنج کرتا ہے۔ وہ کافر و منافق ہوتا ہے۔ لیکن مومن کہتا ہے کہ میں یہاں رہتا تو اور خدمت کرتا۔

خدمتِ خلق خدا یابی کا پہلا زینہ ہے

پس اپنی زندگی کو خدمت میں لگاؤ۔ یہ مت کرو کہ تمہارا ہمسایہ محلہ میں دکھ میں ہو اور تم اس کی مدد نہ کرو کیونکہ تمہاری تو غرض ہی یہ ہونی چاہیئے کہ تم دوسروں کے کام آؤ۔ دوسرا مقصد کہ خدا کو پاؤ وہ اس کے بعد آتا ہے جب تک خدا کی مخلوق سے ہمدردی اور محبت نہ ہو۔ تم خدا کو نہیں پا سکتے۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسا کہ سونا مٹی کے نیچے ہوتا ہے۔ مٹی کو اٹھاؤ گے تو سونا پاؤ گے ورنہ نہیں۔ خدا کا سلوک۔ بندوں کی محبت و ہمدردی کے بعد ہوتا ہے اسلئے تم اپنے نفس کو خدا کی مخلوق اپنے گھر کے لوگوں محلہ۔ شہر۔ ملک بلکہ تمام دنیا کے لوگوں کی ہمدردی میں لگاؤ کہ تم کو خدا کی محبت حاصل ہو۔ اپنی عمر کو رائگان نہ کرو کیونکہ خدا نے تمہیں اسلئے زندگی دی ہے کہ تم اس کو کارآمد بناؤ۔

اللہ تعالےٰ ہماری جماعت پر رحم کرے اور اس نمونہ پر چلنے اور اس کو اختیار کرنے کی توفیق دے جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ قائم ہوا اور اب پھر حضرت مسیح موعود کے ذریعہ قائم ہوا ہے۔

شذرات

عالم بے عمل

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کے مخالف مدعیان علم کو شر تحت ادیم السماء فرمایا ہے۔ جس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ان کا عمل ان کے قول کے خلاف ہو گا۔ گویا لم تقولون ما لا تفعلون کے مصداق ہونگے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اہلحدیث اپنے ۱۴ دسمبر کے اشیو میں لکھتے ہیں:۔

"مسلمان گورنمنٹ کو باور کرادیں۔ کہ یہاں نہیں بلکہ بندوق رکھنے کا ہر مسلمان کو قرآنی حکم ہے۔ گورنمنٹ دیکھنا چاہے۔ تو قرآن مجید کے اندر خود دیکھ لے یا ایہا الذین آمنوا خذوا حذرکم (پ ۵ رکوع ۶) اے مسلمانو! اپنے بچاؤ کے لئے ہتھیار ہر وقت ساتھ لئے رہا کرو۔ افسوس جو مسلمانوں کو سب سے پہلے کرنا چاہیئے تھا۔ وہ سکھ بہادروں نے کر دکھایا۔ کیا سچ

شریعت کے جو ہم نے پیمان توڑے
وہ لیجا کے سب اہل غیرت نے جوڑے"

حوالہ مندرجہ بالا سے ظاہر ہے۔ کہ ہر مسلمان کو بندوق رکھنے کا صریح حکم قرآنی ہے۔ جس کی خلاف ورزی جہنم میں پہنچانے والی ہے۔ بہت خوب۔ کیا ہم مولوی ثناء اللہ صاحب سے دریافت کر سکتے ہیں کہ آپ جو گورنمنٹ کو قرآن مجید کے اندر دکھانا چاہتے ہیں۔ اور جو مسلمانوں کو سب سے پہلے کرنا چاہیئے تھا۔ کیا اس پر آپ بھی عمل پیرا ہیں؟ یا یونہی زبانی جمع خرچ فرما رہے ہیں۔ اگر اس آیت کے آپ کے علم و یقین میں یہی معنے ہیں۔ تو آپ کو اپنے ادعاء تقویٰ و عمل بالقرآن والسنۃ کے مطابق کم از کم خود تو عمل کر کے دکھانا ہی چاہیئے تھا۔ اور اگر اس صریح حکم قرآنی کی خلاف ورزی پر مجبوری تھی۔ تو یہاں سے ہجرت آپ پر فرض ہو چکی تھی۔ اسلئے اپنا بستر بوریا باندھ کر کابل یا قسطنطنیہ خلیفۃ المسلمین کے پاس چلے جانا تھا۔ لیکن کس قدر شرم کی بات ہے کہ حکم تو یہ سنایا جاتا ہے۔ کہ "اپنے بچاؤ کے لئے ہتھیار ہر وقت ساتھ لئے رہا کرو" اور یہ کہ "بندوق رکھنے کا ہر مسلمان کو قرآنی حکم ہے" اور خود سب سے پہلے اس حکم کی مخالفت کر کمر بستہ ہیں۔ کیا یہی ہے وہ ایمان یہی ہے وہ تقویٰ اور عمل کی رُوح جو ایک مسلم مدعی لیڈری میں ہونا چاہیئے۔ کہا جا سکتا ہے۔ کہ بندوق رکھنے کی ممانعت ہے سو اسکے لئے ہم کہہ چکے ہیں۔ کہ چونکہ یہ حکم آپ کے نزدیک فرداً فرداً ہر ایک مسلمان کے لئے ہے۔ اسلئے اگر آپ کو یہاں مذہبی آزادی نہیں۔ تو اس سرزمین سے ہجرت واجب ہے۔ وارض اللہ واسعۃ۔ نیز بندوق کی مطلق ممانعت نہیں۔ آپ اور آپ کے ہم مذہبوں کو کم از کم لائسنس کے لئے درخواست تو کر دینی چاہیئے تھی۔ لیکن صرف زبان سے کہنا اور عملی طور پر ذرا بھی کوشش نہ کرنا بتا رہا ہے کہ بودیت اور منافقت کا نمونہ دیکھنے کیلئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں۔

دلائل سے معقول کرنے کے کیا معنے

ہمعصر وکیل کو الفضل سے شکایت ہے۔ کہ اسے تحقیق حق سے غرض نہیں۔ اپنے حریف کو زک پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن معزز ہمعصر نے نہیں بتایا کہ اگر کوئی سخیف اور بودی بات کہی جائے۔ اور الفضل اس کی ایسی تردید کر دے۔ کہ خصم کو مجال مقال نہ رہے۔ اور اس طرح پر اسے زک پہنچ جائے۔ تو اس میں الفضل کا کیا قصور ہے۔ ہم تو تحقیق حق یہی سمجھتے ہیں کہ حق واضح کیا جائے۔ اور دلائل کی قوت کو دیکھا جائے۔ کیا یہ صحیح نہیں۔ کہ الفضل نے مسٹر ولبی کے قتل پر جو کچھ لکھا۔ وکیل دلائل سے قطعاً اس کی تردید نہیں کر سکا۔ بلکہ اسی مسٹر گاندھی کی نسبت جو تھوڑی دیر پہلے "امام مہدی" کے قائم مقام سمجھے جاتے تھے۔ اور باوجود مشرک ہونے کے جن کا اتباع فرزندان توحید پر فرض بتایا جاتا تھا۔ ایڈیٹر صاحب وکیل کو لکھنا پڑا کہ "ضروری نہیں جو کچھ مسٹر گاندھی کہیں وہ صحیح ہی ہو" اس سے بڑھ کر کسی کو دلائل سے معقول کرنے کے اور کیا معنے ہو سکتے ہیں۔ کہ لاجواب ہو کر اپنے مسلمہ پیر و مرشد کو ایک عامی کا درجہ دینے لگے۔ اور اس کی اتنی بھی وقعت نہ رہی۔ جتنی ایڈیٹر وکیل کی۔ وکیل کے ایڈیٹوریل روم میں اگر دلائل سے قائل کرنے کے یہ معنے ہیں۔ کہ حریف خود اقرار کر لے۔ تو یہ اس زمانہ میں بہت کم دیکھا گیا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر دلائل قویہ دینے والا کون ہے؟ مگر کیا تمام منکرین حق نے زبان سے اقرار کر لیا ہرگز نہیں۔ بلکہ انکار کرتے رہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وجحدوا بھا واستیقنتھا انفسھم البتہ آثار سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ حریف قائل ہو گیا اور اسے دلائل سے معقول کر دیا گیا۔ اسکے لئے اپنے خواجہ اختر صاحب کی اعلیٰ وارفع ذات "کے ہی سامنے الفضل و وکیل کے مضامین رکھ دیجئے۔ وہ بھی یہ کہنے پر مجبور ہونگے۔ کہ وکیل نے ایک غولا دبا زور سے بنجر کر کے اپنی ساعد سیمین کو ناحق دکھ پہنچا لیا۔ جس کا ہمیں بھی افسوس ہے۔

بہتر ہوتا کہ وکیل اس واقعہ سے سبق حاصل کرتا۔ مگر وہ اپنی نوعمری کے ترنگ میں پند پیر دانا نہیں سنتا۔ اور نوٹس دیتا ہے۔ کہ میں تو نہیں مگر خواجہ اختر کچھ کرو کہنا گو بہتر۔ جب وہ کچھ فرمائینگے۔ ہم بھی سن لینگے۔ مگر بہتر ہوتا جو خواجہ صاحب اس میدان میں نہ آتے۔ جس کے وہ مرد نہیں۔ ان کے پہلے مضمون پر ہمارے مدرسہ احمدیہ کی ابتدائی جماعتوں کے طلباء ہنستے تھے۔ کہ دلیل اور دعوے میں کچھ فرق نہیں۔ کلید سے دیکھ کر بہت سی آیات لکھ لینا۔ اور پھر ان سے استدلال نہ کر سکنا۔ بلکہ بعض آیتوں کا مضمون زیر بحث سے کچھ بھی تعلق نہ ہونا قابل فخر نہیں۔ بلکہ موجب شرم ہے۔ (اکمل)

الفضل اعلیٰ درجے کے سفید چکنے کاغذ پر

الفضل کا موجودہ کاغذ بعض احباب کو پسند نہیں۔ مگر اخراجات کی زیادتی کیوجہ سے مجبوری ہے کہ زیادہ سے زیادہ چھ روپے رم کا کاغذ لگایا جائے اعلیٰ درجہ کے سفید کاغذ پر الفضل چھاپا جا سکتا ہے بشرطیکہ خریدار موجودہ سے دگنے ہو جائیں۔ فی الحال تو جتنے خریدار ہیں۔ انکی آمد خرچ سے (جو نہایت کفایت سے کیا جاتا ہے) کم ہے چنانچہ اس بجٹ میں تقریباً چودہ سو روپے کی کمی آمد میں رہ گئی ہے جو اس خیال پر پوری سمجھی گئی کہ دو سو خریدار بڑھ جائیگا۔ فی الحال یہ تجویز کی جاتی ہے کہ اگر پچاس خریداران الفضل عہ سالانہ زیادہ دینا قبول کریں یعنی بجائے سات روپیہ کے عہ (ساڑھے آٹھ روپے) تو میں ...

نبوت مسیح موعودؑ

اے لوگو! خدا کے مرسل کی تکذیب کرو۔ بلکہ اللہ سے صبر اور دعا سے مدد مانگو۔ واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ اگرچہ صبر کرنا اور دعا کرنا وسعت قلبی کو چاہتا ہے۔ وانھا لکبیرۃ الا علی الخشعین۔ مگر جن کو اللہ تعالیٰ کا ڈر ہے۔ الذین یظنون انھم ملٰقوا ربھم وانھم الیہ راجعون۔ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور صبر اور دعا سے مدد مانگتے ہیں۔ کیونکہ ان کو خیال ہے کہ انکو ملنا ہے اپنے رب سے اور ان کو اسی طرف الٹ جانا ہے۔

مولوی محمد علی صاحب نے تسمیت نبیا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ کے معنے کرنے میں احمدی جماعت پر ثابت کر دیا ہے۔ کہ مولوی صاحب روحانی علم سے بالکل بے بہرہ ہیں۔ ہم یہاں یہ سوال قائم کرتے ہیں۔ کس معنے حقیقی اور مجازی کسے کہتے ہیں ج جو مفرد لفظ واضع نے کسی معنے کے لئے موضوع کیا ہے۔ اگر استعمال اس کا انہیں معنوں میں ہو۔ تو حقیقی کہینگے جیسے حاتم بولیں اور جس کا نام تھا۔ وہی مراد لیں۔ اس لئے جب لفظ نبی کا استعمال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ہو گا۔ تو وہ حقیقی معنوں میں ہو گا۔ اور یہی منشاء واضع کا ہے اور اس جگہ لفظ حقیقی اسی مطلب کے اظہار کے لئے موضوع کیا گیا ہے۔ اور اگر کسی دوسرے معنی پر بوجہ کسی مشابہت یا مناسبت کے بولا جائیگا۔ تو اس دوسرے معنی کو مجازی کہینگے جیسے حاتم بولیں اور مرد سخی مراد لیں۔ اسلئے جب لفظ نبی کا استعمال حضرت مسیح موعود کے لئے ہو گا تو وہ مجازی معنوں میں ہو گا۔ اور اس سے مراد کثرت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ ہو گا۔ اور یہی منشاء واضع کا ہے اور اس جگہ لفظ مجازی اسی مطلب کے اظہار کے لئے موضوع کیا گیا ہے۔

سوال نبی حقیقی کے پاس کیا انعام ہے نبی حقیقی کو کثرت سے شرف مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ حاصل ہے۔ سو ایسا ہی انعام کثرت سے شرف مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ نبی مجازی کو بھی حاصل ہے۔ اور کثرت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ ہی نبوت ہے جیسے قرآن مجید گواہ ہے عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول

اور کسی نبی کا شریعت لانا۔ براہ راست ہونا۔ کسی دوسرے نبی کا تبع نہ ہونا وغیرہ یہ امور از روئے قرآن مجید اور احادیث شرائط نبوت نہیں۔ ہاں خصائص ہیں۔ یعنی یہ باتیں سب انبیاء میں متحقق نہیں بلکہ بعض میں پائی جاتی ہیں۔ اور بعض میں ثابت نہیں۔ اور اس بات پر توریت کتاب پیدائش باب ۱۸ آیت ۲۲ بھی شاہد ہے۔ " تو جان رکھ کہ جب نبی خداوند کے نام سے کچھ کہے اور وہ جو اس نے کہا ہے واقع نہ ہو یا پورا نہ ہو۔ تو وہ بات خداوند نے نہیں کی۔ بلکہ اس نبی نے گستاخی سے کہی ہے تو اس سے مت ڈر "۔

سوال۔ مانا کہ انعام نبوت ایک ہی قسم سے ہے۔ مگر ایک حقیقی نبی اور دوسرا نبی مجازی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی آخر الزمان میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پہلے شخص ہیں۔ جن کو انعام نبوت حاصل ہوا ہے اسلئے یہ جائز ہے کہ جس کو پہلے انعام نبوت حاصل ہوا ہے۔ وہ تو نبی حقیقی کہلائے۔ اور بعد کا دوسرا شخص انعام نبوت پانے والا نبی مجازی کہلائے۔ کیونکہ جو کچھ پہلے کو حاصل ہوا ہے۔ وہی کچھ بعد میں دوسرے کو حاصل ہوا ہے۔ اور یہ ایسا ہے۔ جو کہ پہلے کی پیروی میں دوسرے کو حاصل ہوا ہے۔ اور اسی انعام کے اندر ہے۔ جو کچھ کہ پہلے کو حاصل ہو چکا ہے۔ اسلئے بعد کا ایسا دوسرا شخص نبی مجازی ہو گا۔ ہاں اگر بعد میں دوسرے کو پہلے سے بڑھ چڑھ کر انعام نبوت حاصل ہوتا۔ تو کوئی وجہ نہ تھی۔ کہ بعد میں کا دوسرا شخص بھی انہی معنوں میں نبی کہلاتا۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔" حضرت مسیح نے حضرت یوحنا یعنی یحییٰ نبی کو مجازی طور پر یعنی بروزی طور پر ایلیا نبی قرار دیا۔" تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۳۱۔

ناظرین! جب ہم حضرت یحییٰ کو حضرت الیاس کا بروز مانتے ہیں۔ تو کیا اہل علم کے نزدیک حضرت یحییٰ محدث تھے یا نبی؟

دوم۔ آخری زمانہ کے موعود کا انتظار تو غیر مسلم اقوام میں بھی ہے۔ ان سے پوچھ دیکھو وہ موعود کو کس منصب پر دیکھتے ہیں

سوم۔ کیا نصوص حدیثیہ اور قرآنیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ آنے والا مسیح کچھ چیز نہیں۔ نہ نبی کہلا سکتا ہے۔ نہ حَکَم۔ فتدبر۔

الراقم

محمد یوسف الدین احمدی سابق سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام فیروز پور

احمدی مستورات کی انجمنیں

اس سے پیشتر میں نے ایک مضمون لکھا تھا - جو کہ ۱۸ر نومبر کے الفضل میں شایع ہو کر ناظرین کی نظر سے گذرا ہو گا جس میں عاجزہ نے ہر جگہ انجمن مستورات احمدیہ قائم کرنے کی التجا کی تھی - مگر افسوس اب تک کسی بہن نے اس طرف توجہ مبذول نہیں فرمائی - مہدی آخرالزمان کی پیرو ہو کر اس قدر سُستی ؎

پائینگے جس کو نفس کی قربانیوں میں ہم
وہ چیز ڈھونڈتے ہیں تن آسانیوں میں ہم

یہ عام مقولہ ہے کہ الدنیا مزرعۃ الآخرۃ کہ جو مرد کمائینگے - اس کا صلہ پائینگے - جو عورتیں کمائینگی وہ اپنی مزدوری کا اجر خود بذاتہٖ پائینگی -

کیا ہمارا دل چاہتا ہے - کہ ہمارے فرقہ کے مرد تو خلد بریں کے وارث بنیں - اور ہماری وہی حالت رہے جو کہ بوقت معراج حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھی تھی -

پیاری بہنو! نیک کاموں کی ریس کرو - جس طرح کسی کا عمدہ زیور کپڑا دیکھ کر ہمارا دل بے قابو ہو جاتا ہے - اور بڑی مشکل اور تنگی سے ویسا ہی بنوانے کی کوشش کرتی ہو اسی طرح نیک بیبیوں کے نیک کاموں کی ریس کرو -

حضور خلیفۃ المسیح صاحب نے اپنے ایک خطبے میں فرمایا ہے کہ ہم احمدیوں نے حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر جو بیعت کی ہے - گویا خدا کی فوج میں نام لکھوایا ہے - ہمیں اپنے آپ کو خدائی فوج کا سپاہی سمجھنا چاہیئے - جب ہم نام کے احمدی بنیں اور کام کے نہ بنیں تو یہ احمدیت ہمیں ہرگز سودمند نہیں ہو سکتی - اے احمدیہ مستورات اپنی کوشش خدمت دینی ایثار اور قربانیوں سے خلق خدا کو بتلا دو - دکھا دو - کہ نبی کے نام لیوا ایسے ہوتے ہیں ؎

احمد نبی کے فیض سے فرزانگی ملی -
اِک عمر تک پڑے رہے نادانیوں میں ہم

اسی ایثار کی بدولت اسلام کا ایک ایک خادم شہروں اور ملکوں کے لئے رہنما ہوا ہے - کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ ولایت میں کل کی مسلمان ہونے والی بہنیں برابر اپنے حلقہ مستورات میں تبلیغ کر رہی ہیں - اور اپنے باقاعدہ چندے دے رہی ہیں - مگر ہم ابھی غفلت کے لحافوں میں پڑی سوتی ہیں اپنے سلسلہ کی بے انتہاء ضروریات پر غور کرو - کہ کس قدر مال کی ضرورت ہے - غریب جماعت جھنگ گھیانہ کے قابل تقلید نمونہ پر عمل کر کے دکھلا دو کہ ہمارے دلوں میں قومی ضروریات کا احساس مردوں سے کم نہیں - آپ کی تھوڑی ہمتوں اور کوششوں سے چندوں میں معقول اضافہ ہو سکتا ہے - بلکہ بعض تو اتنی امیر اور متمول بہنیں ہیں - جو کہ بہت سا چندہ دے سکتی ہیں - میرا ارادہ ہے - کہ اگر زندگی نے وفا کی - تو موسم کے کھلنے پر نزدیک کے سب شہروں میں دورہ کر کے انجمن احمدیہ مستورات بنانے کی سب بہنوں کو ترغیب دوں - اگر دس روپیہ فی شہر آنے لگے - تو ایک مبلغ کا خرچ صرف مستورات کے چندے سے ہی چل سکتا ہے -

اس سراب نما ہستی کو غنیمت جانئے - اس جہان کے لیے زر نقد اکٹھی کرنی چاہیئے - جہاں سے پھر واپسی نہیں - دیکھو ولایت والیاں مذہبی میدان میں آگے بڑھی جاتی ہیں ؎

یارانِ تیز گام نے محمل کو جالیا
ہم محو نالۂ جرسِ کارواں رہے

راقمہ بہنوں کی خادمہ
اہلیہ ملک کرم الٰہی ضلعدار

رپورٹ الفضل ماہ دسمبر سنہ ۱۹۲۰ء

ماہ دسمبر میں ۴۲ خریدار بڑھے ہے - افسوس ہے کہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر صرف ۱۳ خریدار ہوئے - حالانکہ الگ اشتہار تقسیم کیا گیا تھا جس کا خرچ بھی ان خریداروں سے زیادہ ہوا -

اس مہینے میں تخمیناً ۲۲ خریدار بند ہوئے گویا صرف ۲۰ خریدار بڑھے - جو بہت سست رفتار ہے - توسیع اشاعت میں کوشش کرنے والوں کے یہ نام ہیں :-

(۱) جناب سید شبیر حسین صاحب پٹیالہ ۱ - خریدار (۲) شیخ چراغ دین صاحب مبلغ ۱ خریدار (۳) مولوی حافظ عبدالعلی صاحب دکن ۳ خریدار - (۴) جناب محمد شفیع صاحب انسپکٹر جالندھر ۱ - (۵) منشی عبدالحی صاحب وڈالہ باگر ۱ خریدار (۶) سید محمد شاہ صاحب گجرات ۱ - (۷) سید اصغر علی شاہ صاحب گجرات ۱ - (۸) بابو فضل احمد صاحب راولپنڈی ۱ - (۹) میاں محمد اسمٰعیل صاحب ماڑی انڈس ۱ خریدار (۱۰) سیٹھ عبداللہ الٰہ دین صاحب حیدرآباد دکن ۱ - (۱۱) جناب محمد عالم صاحب ۱ خریدار -

ان سب دوستوں کا شکریہ ہے خدا جزائے خیر بخشے کہ توسیع اشاعت میں کوشاں ہیں - (مینیجر الفضل قادیان)

تعلیمی کانفرنس کے تیسرے سالانہ جلسہ کی رپورٹ

تعلیمی کانفرنس کا تیسرا سالانہ جلسہ بتاریخ ۲۹ر دسمبر سنہ ۲۰ء بروز بدھ بوقت نو بجے رات تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ہال میں زیر صدارت حاجی غلام احمد صاحب منعقد ہوا - شیخ محمد مبارک اسمٰعیل صاحب بی - اے - بی ٹی نائب ناظر تعلیم و تربیت نے جلسہ کی کارروائی باقاعدہ شروع کی - سب سے پہلے انہوں نے اس ترقی کا ذکر کیا جو صیغہ تعلیم و تربیت نے سال گذشتہ میں کی اور اس کا سنہ ۱۹۱۹ء کی کارروائی سے مقابلہ کیا بعد ازاں انہوں نے ان نقائص کا ذکر کیا - جو سال گذشتہ میں انہوں نے دوران معائنہ میں اور انسپکٹر صاحب مولوی عبدالعزیز خان صاحب نے اپنے معائنہ مدارس میں مختلف مدارس کی تعلیمی حالت میں پائے اور آئندہ کیلئے ان نقائص کے دور کرنے کی تدابیر کا بھی ذکر کیا اسکے بعد انہوں نے مدارس احمدیہ میں دینی تعلیم کو ترقی دینے کے لئے چند نہایت ہی مفید تجاویز پیش کیں - چنانچہ یہ تجویز کی گئی ہے کہ موسمی یا فصلی تعطیلات کے دنوں میں جبکہ سکول تقریباً ایک ماہ کے لئے بند ہوتے ہیں - بعض مدرسین کو اسبات کا موقع دیا جائے کہ وہ قادیان میں آکر اس مختصر دینی کورس کو پورا کریں جو ان کیلئے مقرر کیا جائے گا - اور اسبارے میں سفر خرچ صیغہ تعلیم کی طرف سے دیا جائے - اس طرح جب انکو قادیان سال میں دوبارہ آنے کا موقع ملیگا تو انکے اندر دینی شوق ضرور پیدا ہو گا اور وہ اپنے علم میں اضافہ بھی کر سکینگے - (۲) ہر ایک مدرس سے یہ توقع کیجائے کہ وہ ہفتہ میں ایک دفعہ اپنے گاؤں کے احمدی لوگوں کو ایک یا دو گھنٹہ کے لئے اکٹھا کرے - اور غیر احمدی اصحاب کو بھی مدعو کرے اور حضرت صاحب کی کوئی کتاب جو عام لوگ اچھی طرح سمجھ سکتے ہوں سُنانی شروع کرے - اس طرح آہستہ آہستہ کبھی کو تو ہم ایک سال میں

ہر ایک مشتہر اپنے مضمون کا خود ذمہ دار ہو گا (الفضل)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اور آپ کے خلیفہ اول حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کا مصدقہ ممیرا اور حضرت خلیفہ اول رضؓ کا بنایا ہوا

سرمہ ممیرا اور ست سلاجیت

اصلی ممیرا ایک ایسی چیز ہے۔ جو امراض چشم کیلئے بہت مفید ہے۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور ایک مجمع کے سامنے مسجد مبارک میں ممیرا پیش کیا۔ آپ نے اسے بہت پسند فرمایا اور فرمایا کہ یہ وہ چیز ہے۔ جس سے لوگ ہزار ہا روپیہ کماتے ہیں۔ میں نے حضور علیہ السلام کی اجازت کے بعد سلسلہ کے اخبار بدر والحکم اور رسالہ میگزین میں اسے شائع کرایا۔ اور خدا کا شکر ہے۔ کہ بہت سے لوگوں نے اس سے نفع اٹھایا ہے۔ اور میں نے بھی نفع اٹھایا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

میں اس سرمہ اور ممیرا کو ہمیشہ اس نیت سے مشتہر کرتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مصدقہ ہے۔ اور نسخہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح اول کا تجویز کردہ ہے۔ جو لوگ امراض چشم میں مبتلا ہیں یا حفظ ماتقدم کے طور پر حفاظت کے طور پر حفاظت چشم چاہتے ہیں۔ وہ اس سرمہ کا استعمال کریں۔ حضرت حکیم الامۃ نے اس سرمہ کے متعلق فرمایا۔ کہ:۔

”برائے امراض چشم بسیار مفید است“

یہ سرمہ۔ دھند۔ جالا۔ پھولا۔ پڑوال۔ سبل اور سرخی۔ اور ابتدائی موتیابند اور دیگر امراض چشم کے لئے بہت مفید ہے۔

قیمت سرمہ ممیرا قسم اول عہ فی تولہ اصلی ممیرا عنہ فی تولہ۔

یہ سرمہ جن کی آنکھیں دکھتی ہوں۔ ان کے لئے بہت مفید اور مقوی بصر ہے۔ خصوصاً طلباء کیلئے۔

ست سلاجیت

محیط اعظم سے نقل کیا گیا جس کی عبارت یہ ہے۔ مقوی جمیع اعضاء۔ نافع مرع مشتہی طعام۔ قاطع بلغم ورياح و دافع بواسیر۔ خاد بلغم و قاتل کرم شکم۔ مفتت سنگ گردہ و مثانہ سلس البول و سیلان منی و بیوست و درد مفاصل وغیرہ کیلئے بہت مفید ہے بقدر دانہ نخود صبح کیوقت ہمراہ دودھ استعمال کریں قیمت قسم اول عہ فی تولہ۔

المشتہر

احمد نور کابلی تاجر مہاجر قادیان ضلع گورداسپور

عزیزو!

اپنی جان کو دھوکہ سے بچاؤ۔ اور کسی لائق طبیب کے علاج سے تندرستی حاصل کرو

ناطاقتی، پٹھوں کی کمزوری، عورتوں مردوں کے خفیہ امراض اٹھرا یعنی اولاد کا نہ ہونا۔ کھانسی، نزلہ، زکام، دمہ، ضعف دماغ، پیشاب کی جلن، سوزش، گنٹھیا۔ بواسیر۔ پھوڑے، پھنسی، سرخی چشم، ککرے، دھند غبار، پھولا وغیرہ اور تمام کہنہ امراض کا علاج بذریعہ خط و کتابت باقاعدہ طور سے کیا جاتا ہے۔ یعنی متفرق اخراجات کے لئے صرف دو آنے کے ٹکٹ وصول ہونے پر مریضوں کو ان کی حالت کے مطابق مجرب المجرب نسخے بغیر کسی بخل کے لکھ کر مفت روانہ کئے جاتے ہیں۔ یا ان کی فرمائش پر نیز بعد ادویات تیار کرکے روانہ کی جاتی ہیں۔ جواب کیلئے جوابی کارڈ یا دو پیسہ کا ٹکٹ آنا چاہیئے۔

پتہ حکیم عطا محمد (احمدی) قادیان دارالامان پنجاب

اسلام میں اختلافات کا آغاز

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کا وہ عظیم الشان لیکچر جو گذشتہ سال اسلامیہ کالج لاہور میں ہو کر مقبولیت عامہ حاصل کر چکا ہے اب چھپ کر طیار ہے۔ احباب منگوالیں۔ قیمت ۱۱

پتہ

احمدیہ کتاب گھر قادیان

عالمگیر واچ ہاؤس

ہم نے مندرجہ بالا عنوان پر ایک دوکان لودہیانہ میں جاری کی ہے۔ جس میں ہر قسم کے کلاک۔ ٹائم پیس جیبی اور ہاتھ پر باندھنے والی گھڑیاں۔ زنجیریں۔ چوڑیاں ہر قسم کے لاکٹ اور گھڑیوں کے پرزے ہر وقت موجود رہتے ہیں۔ اور نہایت قلیل منافع پر فروخت کی جاتی ہیں احمدیوں کے لئے خاص رعایت۔ آزمائش شرط ہے۔

المشتہر

ماسٹر قمرالدین۔ نورالٰہی واچ اینڈ کلاک مرچنٹس چوڑا بازار لودہیانہ

ضرورت نکاح

ایک احمدی نوجوان کو جو کہ قوم کے مستری ہیں۔ پہلی بیوی کے فوت ہو جانے کے باعث دوسرے نکاح کی ضرورت ہے یہ نوجوان شاہ آباد ضلع کرنال کے رہنے والے ہیں۔ اور قریباً تین روپے روز کی آمدنی ہے۔ اور نہایت نیک اور جوشیلے احمدی ہیں۔ عمر تقریباً ۲۵ سال ہے۔ خط و کتابت معرفت ایڈیٹر صاحب الفضل قادیان

حقہ چھڑانے کی گولیاں

جلسہ سالانہ پر حضرت خلیفۃ المسیح نے بتاکید ارشاد فرمایا تھا۔ کہ ہماری جماعت میں حقہ نہیں ہونا چاہیئے۔ احباب اسے چھوڑ دیں۔ سو جو صاحب حقہ چھوڑنے میں تکلیف و دقت محسوس کرتے ہوں۔ وہ ہم سے چالیس گولیاں منگوالیں۔ حسب ہدایت استعمال کریں۔ حقہ چھوڑتے کچھ تکلیف نہ ہوگی۔ قیمت صرف ۸ر محصول ڈاک بذمہ خریدار

محمد اسماعیل کاٹھ گڑھی۔ قادیان ضلع گورداسپور

شباب اردو

دلچسپ قصوں اور اخلاقی افسانوں کا روح افزا مجموعہ علمی۔ ادبی خیالی۔ تاریخی اور سائنٹفک مضامین کا گنجینہ نیچرل اور ایمانی نظموں کا خزینہ تمام ہندوستان میں نہایت مقبول ماہوار رسالہ مردوں۔ طبقہ نسواں اور بچوں کیلئے یکساں مفید جس میں تمام ہندوستان کے مشہور مضمون نگار شامل

ہندوستان کی خبریں

مدراس میں خوفناک آتشزدگی مدراس ۶ر جنوری سورین کانگریس کے عظیم الشان پنڈال کو جس میں دس ہزار نشستوں کا انتظام کیا گیا تھا۔ آتشبازی کی ایک ہوائی سے آگ لگ گئی۔ اور تمام سامان آرائش بجز ملحقہ قناتوں اور خیموں کے جل کر راکھ ہو گیا نقصان کا اندازہ پندرہ ہزار روپیہ کیا گیا ہے۔ آتشبازی کے میدان میں تماشائیوں میں کوئی بدحواسی نہیں پھیلی پولیس اور آگ فرو کرنے والا انجن وقت پر آ گیا۔ جس سے زیادہ نقصان نہیں ہونے پایا ٭

رائے بریلی میں کسانوں کا فساد رائے بریلی ۶ر جنوری دیہاتی کسانوں کے فسادات رائے بریلی کے جنوبی اور شمالی علاقہ میں ایک وسیع پیمانہ پر گذشتہ چار یوم سے بڑھ رہے ہیں۔ کسانوں کے جم غفیر شہر کی طرف آ رہے ہیں۔ زمینداروں کے مکان اور فصلوں کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ ۵ جنوری کو دو ہزار کسانوں کا ایک گروہ تعلقدار کے مکان میں گھس گیا۔ پولیس افسر نے ان کے تین سرغنوں کو پکڑ کر جیل میں بھیجدیا ٭

ہوم رول کے جھنڈے میں لاش (دہلی ۶۔ جنوری) ہوم رول والنٹیر کور کے سارجنٹ پنڈت رام ناتھ کا گذشتہ رات نمونیہ سے انتقال ہو گیا۔ اس کی لاش کو ہوم رول کے جھنڈے میں لپیٹ کر جلایا گیا ٭

پنجہ صاحب پر سکھوں کا قبضہ پچھلے دنوں سکھوں نے پنجہ صاحب (حسن ابدال ضلع راولپنڈی) کے گوردوارہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ انکے خلاف گوردوارہ مذکور کے مہنت جو مر چکا ہے کے بھائی سنت سنگھ نے مقدمہ دائر کیا۔ عدالت نے مقدمہ خارج کر دیا۔ اب گویا اس پر قوم پسند سکھوں کا مستقل قبضہ ہو گیا ٭

احمد نگر میں قحط احمد نگر کے قحط زدوں کی حالت نہایت ابتر ہے۔ دیہاتی گاؤں چھوڑ چھوڑ کر اپنی جانیں بچانے کیلئے بمبئی اور دیگر تجارتی شہروں کو جا رہے ہیں۔ چارہ کے نایاب ہونے کی وجہ سے بے شمار مویشی ذبح کئے جا رہے ہیں ٭

دربار پنجاب ۸۔ جنوری ۱۹۲۱ء کو حسب قرارداد یونیورسٹی ہال میں دربارہ منعقد ہوا۔ ۹ بجے سے ہی لوگ آنے شروع ہو گئے۔ تمام صوبہ کے درباری لوگ اور خطاب یافتہ صاحبان جمع ہو گئے۔ اور ۱۱½ بجے تک والیان ریاست بھی آتے رہے۔ مہاراجہ پٹیالہ کے بعد گورنر بہادر صاحب تشریف لائے۔ پہلے والیان ریاست پیش ہوئے انہوں نے نذریں دکھلائیں۔ پھر پنجاب کے پراونشل درباری پیش ہوئے۔ بعد میں گورنر بہادر نے کھڑے ہو کر تقریر فرمائی اس کے خاتمہ پر چوہدری سلطان احمد صاحب نے اس کا اردو ترجمہ بلند آواز سے پڑھا۔ ایک بجے دربار ختم ہو گیا ٭

کلکتہ کے گداگروں کی روک تھام وہ کمیٹی جو حکومت بنگال نے مسئلہ گداگری کے متعلق مقرر کی تھی اس نے سفارش پیش کی ہے۔ کہ مندر گھاٹ اور دوسرے مذہبی مقامات کے قرب میں مذہبی اور دوسری قسم کے گداگر خیرات مانگ سکتے ہیں۔ عام مقامات پر گداگری موقوف ہو۔ غرباء کی انجمن کی امداد ہونی چاہیئے۔ غربا کے لئے۔ اتفاقی وارڈ۔ ہسپتال۔ خیرات خانے۔ ایک صنعت گاہ صنعتی مدرسہ ہونا چاہیئے ٭

پوسٹ ماسٹر جنرل کا سرکلر پوسٹ ماسٹر جنرل نے اطلاع شائع کی ہے۔ کہ پوسٹ مین اور ڈاک خانہ کے ادنیٰ ملازمین جو سٹرائک سے ۱۳۔ دسمبر تک واپس نہیں آئے ملازمت سے ہمیشہ کے لئے الگ کر دیئے گئے ہیں ٭

ریفارم لیگ قائم ہو گئی الہ آباد ۷ر جنوری تحریک عدم تعاون کا مقابلہ کرنے کے لئے جھانسی میں ایک ڈسٹرکٹ ریفارم لیگ بنائی گئی ہے۔ اس لیگ میں ہر فرقہ کے لوگ حتیٰ کے یورپین بھی شامل ہیں ٭

چاندنی چوک دہلی میں ڈاکہ ۷ر جنوری کی شام کو چاندنی چوک دہلی میں ایک برف والے کی دوکان پر ڈاکہ پڑا۔ چھ آدمی یک بہ یک دوکان پر نمودار ہوئے۔ چار نے گھیرا ڈال دیا۔ وہ نقاب پوش اور لاٹھیوں سے مسلح تھے۔ کسی کو آگے آنے کی جرات نہ ہوئی۔ جو آئے پٹ کر واپس گئے۔ ڈاکوؤں کے جو کچھ ہاتھ لگا لے گئے۔ دہلی میں اس سے سنسنی پھیل گئی ہے

یو۔ پی میں چٹھی رسانوں کی ہڑتال کی تیاری ڈاکٹر سنہا۔ جو یو۔ پی کے چٹھی رسانوں اور آر۔ ایم۔ ایس کے ملازموں کی انجمن کے صدر ہیں۔ اطلاع دیتے ہیں کہ یو۔ پی کے چٹھی رساں ہڑتال کیلئے تیار ہیں ٭

مسٹر بن سپور کی روانگی انگلستان بمبئی ۸ر جنوری مسٹر بن سپور اور ہالینڈ نائٹ آج انگلستان کو روانہ ہو گئے ٭

حکومت پنجاب میں تبدیلیاں حکومت کے جدید انتظام کی وجہ سے پنجاب سکرٹریٹ میں بہت سی تبدیلیاں ہوئی ہیں۔ مسٹر اے۔ اے۔ جوزف ریویو سکرٹری انور منتظمہ کے سکرٹری مقرر ہوئے۔ مسٹر۔ ٹی۔ بے بائیڈ ان کی جگہ ریونیو سکرٹری اور شیخ اصغر علی ایڈیشنل سکرٹری ہوم سکرٹری مقرر ہوئے ہیں۔ اسی طرح چیف سکرٹری اور مسٹر بی۔ ٹی کینیں فنانشل سکرٹری کو شامل کر کے گورنمنٹ کے پانچ سکرٹری مقرر ہوئے مسٹر سی جے ہیلیفکس اصلاحات کے کام کے اختتام پر فنانشل کمشنر مقرر کئے گئے ہیں ٭

اخبار اکالی کے پریس سے دس ہزار روپیہ کی ضمانت اکالی پریس بند ہوا تو سادھو پریس کا ڈکلریشن ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں دیا گیا۔ اور دو ہزار ضمانت دی گئی۔ اکالی اس میں چھپنے لگا اب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے ۱۰ ہزار کی ضمانت سادھو پریس سے طلب کی ہے ٭

دہلی کے حلوائی کا اعلان دہلی کے مسٹر عبد المجید حلوائی جو ممبر منتخب ہوئے ہیں۔ اور اور جنہوں نے اپنے مددگاروں کیلئے مٹھائیں کی تھی اعلان کرتے ہیں کہ اگر ان سے حلف وفاداری لیا گیا تو وہ ممبری سے مستعفی ہو جائینگے

ملک برکت علی کی درخواست ملک برکت علی ایم۔ اے نے جو پچھلے دنوں شہر لاہور کے قصباتی حلقہ کی طرف سے پنجاب لیجسلیٹو کونسل کے امیدوار تھے ہز اکسلنسی گورنر پنجاب کے پاس ایک عرضی دی ہے کہ انتخاب ممبران منسوخ قرار دیا جائے۔ کیونکہ ۸ر دسمبر کو رائے دہندگی والے روز عام طور پر رائے دہندوں کو بہت کچھ خوف زدہ کیا گیا تھا۔ اور ان سے بدسلوکیاں بھی ہوئی تھیں ٭

ممالک غیر کی خبریں

شورش آئرلینڈ

کارک میں بم

لنڈن ۵ جنوری۔ صدر مقام کے قریب گذشتہ رات کارک میں ایک بم پھینکا گیا۔ جس سے پولیس کے چھ آدمی زخمی ہوئے۔ فوج اسی وقت بندوقیں اور کلدار توپیں لے کر نکل آئی۔ چوکھاٹوں اور گرد و نواح میں چلائی گئیں۔ کئی آدمی زخمی ہوئے۔

گورنمنٹ اور سن فینوں کے درمیان کانفرنس

لنڈن ۔ ۵ جنوری ۔ آئرلینڈ میں لگاتار بد امنیوں کے ہوتے ہوئے بھی اب اس کے ترقی پذیر قرائن ہیں کہ گورنمنٹ اور سن فین لیڈروں کے درمیان اہم کانفرنس ہونیوالی ہے۔ جن سے بہت کچھ نتیجہ ہونے کی توقع ہے۔

صدر جمہوریہ آئرلینڈ کی آمد آئرلینڈ میں

عام طور پر خیال کیا جاتا ہے۔ کہ صدر جمہوریہ آئرلینڈ ڈی ویلرا آئرلینڈ میں آگیا ہے۔ اور یقین کیا جاتا ہے۔ کہ وہ ڈبلن میں ہے۔ اگرچہ اس کی جائے قیام کو بہت ہی مخفی رکھا گیا ہے ۔

ہوم رول ایکٹ کی نظر ثانی

ڈبلن کی خبر ہے۔ ڈی ویلرا نے فہیم آدمیوں یا امن اعتدال پسند جماعت کی لیڈری اختیار کی ہے۔ جن کا خیال ہے کہ پُرامن تصفیہ ہو جائے۔ اور انتہا پسندوں کی مخالفت کر رہے ہیں۔ گورنمنٹ بظاہر نہ صرف ڈی ویلرا کو حفظ جان کی ضمانت دینے۔ بلکہ اس سے براہ راست سلوک کرنے کو تیار ہے۔ یہ قیاس ہے کہ گفت و شنید ہوم رول ایکٹ کی نظر ثانی کے اصول پر ہو گی۔ اس اثنا میں جنوبی آئرلینڈ گورنمنٹ کے پیش کردہ فوائد سے ہوشیار ہوتا جاتا ہے گورنمنٹ کو توقع ہے۔ کہ تین مہینہ کے اندر شمالی پارلیمنٹ بنجائے گی۔ اور امیدواروں کا ابھی انتخاب ہونا ہے خیال ہے کہ سر جیمز کریگ پہلا وزیر اعظم ہو گا۔ سر ایڈورڈ کارسن السٹر کی حکومت میں کوئی عہدہ نہیں لینگے۔ بلکہ انہوں نے ریٹائر ہو جانے کا فیصلہ کر لیا ہے ۔

بولشویک

سمرقند میں بولشویکی دور

دہلی ۔ ۶ جنوری۔ سمرقند میں اعلان کیا گیا ہے۔ کہ تمام مستورات قومی خدمت کے لئے اپنے اپنے نام درج رجسٹر کرائیں۔ مسلمان خاتونوں کے نقاب زبردستی اتارے جاتے ہیں۔ بولشویک مستورات وہاں کی عورتوں کو یہ کہتی ہیں کہ اپنے شوہروں کو کہدیں۔ کہ اگر وہ انہیں آزاد خیال نہیں بنائینگے تو وہ ان سے طلاق لے لینگی۔ ایک ہندی تاجر جو وہاں سے بچ کر یہاں پہنچا ہے۔ بیان کرتا ہے۔ کہ افغانوں کو لوٹ لیا۔ تین ازبکوں کا بیان ہے۔ کہ بولشویک وہاں کے باشندوں کو جبراً بھرتی کر رہے ہیں۔ بعض علاقہ کے مسلم مدارس پر قبضہ کر لیا۔ طلباء نے تعلیم چھوڑ دی۔ عام باشندوں کے خیالات ان کے خلاف ہیں ۔

متفرق خبریں

ڈیلی ٹیلیگراف اور کانگریس

لنڈن ۔ ۶ جنوری۔ ڈیلی ٹیلیگراف ایک لیڈر میں لکھتا ہے کہ ناگپور کی کانگریس زیادہ تر گرم حباب کی مانند تھی۔ حکومت ہند انہیں سیفٹی ویلوو کے اصول پر برداشت کرتی رہی۔ اہل ہند نے ہنوز سیاسی کھیل نہیں سیکھا۔ بعض لوگ ان تقریروں سے زیادہ متاثر ہوئے ہونگے۔ بعض ہندوستانی نہیں سمجھ ہونگے۔ کہ حکومت اپنی تذلیل و نافرمانبرداری کیوں گوارا کر رہی ہے۔ جبکہ وہ اہل ہند کو انتظام میں زیادہ حصہ دے رہی ہے۔ مسٹر گاندھی اور لالہ لاجپت رائے تمام تجویز اصلاحات کو ناکام بنانے کی سر توڑ کوشش کر رہے ہیں مگر ہم صاف طور پر کہتے ہیں کہ شورش پسندوں کو اپنے مقصد میں قطعاً کامیابی نہ ہو گی۔ خود مختاری تو کیا ہندوستان کو ہوم رول بھی نصیب نہ ہو گا۔ ہم اس ملک کی ذمہ دار حکومت ہیں۔ ہم کب اپنے مفوضہ کام کو چھوڑنے کا گناہ لیتے ہیں۔ نناوے فیصدی ہندوستانی اس قسم کی اطمینان دہی کا خیر مقدم کرینگے۔ حکومت ہند کو وسیع اختیار حاصل ہیں۔ کہ اس قسم کے معاندانہ مظاہروں کو روکنے کے لئے بلا امتیاز شخصے ان کا استعمال کرے ۔

لنڈن میں بیکاروں پر پولیس کے فائر

لنڈن میں بیکار آدمیوں کی ایک جماعت کو جس نے قریباً دو ہفتے ہوئے اسلنگٹن کی لائبریری پر قبضہ کیا ہوا تھا اسلنگٹن کے میئر کی درخواست پر پولیس نے لائبریری سے بے دخل کر دیا۔ لائبریر کا بیان ہے کہ یہ لوگ ناقابل ملازمت ہیں۔ دوبارہ ایک گروہ نے لائبریری پر قبضہ کرنا چاہا۔ لیکن پولیس نے ان پر گولیاں چلائیں۔ اور انہیں منتشر کر دیا۔

مثنوی اسرار خودی کا انگریزی ترجمہ

کیمبرج یونیورسٹی کے پروفیسر نکلسن نے جو علوم مشرقیہ کے ماہر اور اصلاحی تصوف کی کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ ڈاکٹر محمد اقبال کی کتاب مثنوی اسرار خودی کا انگریزی میں ترجمہ کیا۔ اور کہا جاتا ہے کہ ولایت کے لوگوں نے اس کے مطالب کو پسند کیا ۔

ایک ہسپانی جہاز کی غرقابی اور بھاری نقصان جان

میڈرڈ ۳ جنوری ایک ہسپانی جہاز جزیرہ سالورا کے قریب ۲ بجے صبح کے وقت چٹانوں پر ٹوٹ کر غرق ہو گیا۔ ۲۴۰ مسافر علاوہ ملاحوں کے سوار تھے۔ صرف ۵۶ کس جنہیں اکثر ملاح ہیں۔ بچے۔ باقی مسافر غرق و تباہ ہو گئے۔

برطانی سفارت کابل

جلال آباد کا ۴ جنوری کا پیغام مظہر ہے کہ امیر صاحب کے افسر خزانہ اور دیگر افسروں نے سر ہنری ڈابس اور ممبران کابل مشن کا سرحد پر مکمل فوجی اعزاز یعنی سلامی توپ اور بینڈ کے ساتھ خیر مقدم کیا۔

اسی طرح جلال آباد میں ان کا احترام کے ساتھ استقبال ہوا۔ گورنر اور دیگر افسران نے ممبران سفارت کی پُر تکلف مہمان نوازی کی۔ افغان افسر بڑے تپاک اور سرگرمی کے ساتھ ممبران سفارت کی آسائش کی خاطر ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں۔ سفارت ۶ جنوری کو جلال آباد سے عازم کابل ہونیوالی تھی۔ اور ۷ جنوری کو کابل پہنچ گئی ہو گی ۔

اتحادیوں کے خفیہ معاہدے

ممالک متحدہ امریکہ نے برطانیہ کو ایک نوٹ بھیجا ہے جس میں سابق ترکی علاقوں کے حصے بخرے کرنے کے لئے اتحادیوں کے خفیہ معاہدوں کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی گئی ہے ۔